عدت: شرعی نقطہ نظر اور ضروری احکام ومسائل

مفتی منور سلطان ندوی
(رفیق علمی مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء)

عدت کی تعریف

یہ لفظ عَدَّ یَعُدُّ سے بنا ہے، جس کے لغوی معنی ہیں شمار کرنا، گننا۔ عدت مہینوں اور دنوں کو شمار کر کے گزاری جاتی ہے، اسی لئے اس کو عدت کہا جاتا ہے۔

عدت کی اصطلاحی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

ایک ایسی مدت کا انتظار جو عورت پر نکاح یا شبہ نکاح کے ختم ہونے پر لازم ہوتی ہے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۹ ص:۷۱۶۶)

اسلامی قوانین کے شارح اور اس کو قانونی شکل میں پیش کرنے والے مشہور قانون داں ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن (پاکستان) نے عدت کی تعریف اس طرح کی ہے:

''زوال نکاح کے بعد خواہ نکاح حقیقتاً ہو یا شبہۃ، جو دخول یا موت سے مؤکد ہوا ہو، عورت کا ایک مدت معلومہ تک نکاح ثانی سے باز رہنا عدت کہلاتا ہے''۔ (مجموعہ قوانین اسلامی، ج، ص: ۷۴۵، دفعہ: ۱۳۹)

اس تعریف کی تشریح کرتے ہوئے وہ خود لکھتے ہیں:

''شریعت اسلام میں عدت دراصل وہ ایام ہیں جو عورت پر سے شوہر کی ملک تمتع زائل ہونے کے بعد اس کو انتظار میں گزارنے لازم ہوتے ہیں بشرطیکہ شوہر نے اس سے صحبت کی ہو، یا خلوت صحیحہ ہوگئی ہو، یا شوہر مر گیا ہو، چنانچہ جس عورت سے نکاح بالشبہ کی

صورت میں صحبت کی گئی ہو، اس پر بھی عدت کے احکام نافذ ہوں گے"۔(حوالہ سابق)

عدت کی مشروعیت

طلاق یا وفات کے بعد عورت پر عدت لازم ہے، عدت کی مشروعیت قرآن، احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے، قرآن کریم میں متعدد آیات عدت سے متعلق موجود ہیں، مثلاً:

۱۔والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلاثة قروء۔(سورة بقره:۲۲۸)

۲۔والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسهن أربعة أشهر وعشرا۔(سورة بقرة:۲۳٤)

۳۔والئی یئسن من المحیض من نسائکم ان ارتبتکم فعدتهن ثلاثة اشهر والئی لم یحضن وأولات الاحمال أجلهن أن یضعن حملهن۔(سوره طلاق:٤)

احادیث میں عدت کا ذکر

۱۔عن أم عطیة أن رسول الله ﷺ قال :لا یحل لامرة تومن بالله والیوم الآخر أن تحد علی میت فوق ثلاث لیال الا علی زوج أربعة اشهر وعشرا۔(صحیح البخاری، صحیح مسلم)

۲۔رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت قیس سے فرمایا:

اعتدی فی بیت ابن ام مکتوم۔(صحیح مسلم)

۳۔عن عائشة قالت:أمرت بریرة أن تعتد بثلاث حیض۔(سنن ابن ماجة)

عدت کی مشروعیت پر فقہاء کا اجماع ہے اور رسول اللہ ﷺ کے دور سے لے کر آج تک کسی نے اس پر نکیر نہیں کی۔

عدت کی حکمت ومصلحت

جس طرح اسلامی شریعت کے دیگر تمام احکامات میں اللہ تعالی نے بہت سی حکمتیں رکھی ہیں،اسی طرح اس عدت کے پیچھے بھی بہت سی حکمتیں ہیں،ان میں بعض حکمتوں کو سائنسدانوں نے بھی اپنے سائنسی تحقیقات کی روشنی میں ثابت کیا ہے،عدت کی چند حکمتیں اس طرح ہیں:

ا۔ برأت رحم

علاحدگی کے وقت عورت کے رحم میں حمل ہے یا وہ حمل سے خالی ہے، یہ معلوم ہونا انتہائی ضروری ہے،نسب کی حفاظت کے لئے یہ ناگزیر ہے اور نسب کی حفاظت ہی بچہ کو خاندانی شناخت عطا کرتا ہے،اس وجہ سے شریعت میں اختلاط نسب سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا یحل لامری یومن بالله والیوم الآخر أن یسقی ماءء زرع غیره۔(سنن ابی داؤد)

لہذا اگر عورت کا نکاح مرد سے علاحدگی کے فورا بعد کردیا جائے تو معلوم نہیں ہو پائے گا کہ بچہ کس کا ہے اور نسب خلط ملط ہوجائے گا،اس لئے رحم یعنی بچہ دانی کے خالی ہونے کا یقین ہونے اور نسب کی حفاظت کے لئے عدت کا ہونا ضروری ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی عدت کی مصلحتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اعلم ان العدة کانت من المشهورات المسلمة فی الجاهلية و کانت مما لایکادون یترکون و کان فیها مصالح کثیرة:منها:معرفة براءة رحمها من مائه لئلا تختلط الانساب فان النسب احد ما یشاح به و یطلبه العقلاء وهو من خواص نوع الانسان ومماامتازبه من سائر الحیوان وهی المصلحة المرعیة من باب الاستبراء۔(حجة الله البالغة ،ج۲،ص:۲۱۹)

۲۔عدت کی ایک مصلحت نکاح کی اہمیت کا اظہار بھی ہے،شاہ ولی اللہ دہلوی کے بقول نکاح ایک غیر معمولی عمل ہے،اس کے وجود میں لانے کے لئے مردوں کو جمع ہونا پڑتا ہے اور نکاح کا رشتہ ختم ہونے کے لئے ایک مدت تک عورت کو انتظار کرنا پڑتا ہے،اس سے نکاح کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے، لکھتے ہیں:

ومنها التنويه بفخامة امر النكاح حيث لم يكن أمرا ينتظم الا بجمع رجال ولا ينفك الا بانتظار طويل ،ولولا ذلك لكان بمنزلة لعب الصبيان ينتظم ثم ينفك فى الساعة۔(حواله سابق)

علامہ شامی نے مذکورہ دونوں حکمتوں کا ذکر کیا ہے،وہ لکھتے ہیں:

قوله'فالاولى'بيان لحكمة كونها ثلاثا مع ان مشروعية العدة لتعرف برأة الرحم أى خلوه عن الحمل وذلك يحصل بمرة فبين ان حكمة الثانية لحرمة النكاح اى لاظهار حرمته۔(ردالمحتار)

۳۔رشتہ نکاح مرد وعورت دونوں کے لئے ایک اہم نعمت ہے،اس نعمت کے ختم ہونے پر حزن وملال کا ہونا فطری امر ہے،لہذا اس حزن وملال کے اظہار کے لئے ایک مدت ہونی چاہیے۔

فقہ حنفی کے نامور محقق علامہ ابن ہمام نے اس جانب بھی اشارہ کیا ہے،وہ لکھتے ہیں:

وأفاد المصنف فيما سيأتى أنها ايضا تجب لقضاء حق النكاح باظهارالاسف عليه ۔(فتح القدير، ج٣،ص:٢٦)

۴۔علامہ شامی نے عدت کی حکمتوں میں ایک یہ بھی ذکر کیا ہے کہ عدت کی وجہ سے آزاد عورت اور باندی میں امتیاز ظاہر ہوتا ہے، بایں طور کہ آزاد عورت کی عدت تین ماہ یا تین ناپاکی کی مدت ہے،جبکہ باندی کی عدت دو ماہ اور دو ناپاکی کی مدت ہے۔(حوالہ بالا)

۵۔عدت کی ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ اس سے نکاح میں دوام کا اظہار ہوتا ہے، یعنی ایسا عمل نہیں ہے کہ جب دو مرد وعورت چاہیں نکاح کر لیں،اور جب چاہیں اس عمل کو

ختم کردیں، بلکہ یہ عمل اصلا دوام یعنی ہمیشگی کے لئے ہوتا ہے،عدت کے ذریعہ دونوں کوایک مدت تک پریشانیوں سے گزرنا پڑتا ہے،حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے عدت کے مقاصد میں سےایک مقصد یہ بھی بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

ومنها ان مصالح النكاح لا تتم حتى يوطنا انفسهما على ادامة هذا العقد ظاهرا فان حدث حادث يوجب فك النظام لم يكن بد من تحقيق صورة الادامة فى الجملة بان تتربص مدة تجد لتربصها بالا وتقاسى لها عناء۔(حجة الله البالغة، ج ۲،ص:۲۱۹)

مذکورہ بالاحکمتوں میں سب سے بنیادی مصلحت برات رحم ہے،رحم کا خالی ہونا ایک حیض کی مدت گزرنے سے بھی معلوم ہوجاتا ہے،مگر چونکہ اس میں دیگر مصالح بھی ہیں، اس لئے عدت کی مدت کہیں تین ناپاکی کی مدت اور کہیں اس سے زیادہ ہے۔

عدت واجب ہونے کے اسباب

دواسباب میں سے کسی سبب کے پائے جانے سے عدت واجب ہوتی ہے،اول شوہروبیوی کے درمیان علاحدگی اوردوسری موت۔

شوہروبیوی کے درمیان علاحدگی عموما درج ذیل چار شکلوں میں ہوتی ہے:

الف۔شوہر طلاق دے۔

ب۔بیوی شوہر سے خلع حاصل کرے۔

ج۔قاضی دونوں کے درمیان علاحدگی کرائے،اسے فسخ نکاح کہا جاتا ہے۔

د۔شوہر کی موت ہوجائے۔

ا۔عدت واجب ہونے کے لئے شوہر بیوی کے درمیان جنسی تعلق قائم ہونا یا دونوں کے درمیان تنہائی کا پایا جانا ضروری ہے،اس کے بغیر عدت واجب نہیں ہوتی ہے،خواہ رشتہ نکاح طلاق،خلع،فسخ سے ختم ہو یا شوہر کی موت سے۔

خلفائے راشدین کا یہی فیصلہ ہے، امام احمد نقل کرتے ہیں:

قضی خلفاء الراشدون ان من اغلق بابا وارخی سترا فقد وجب المهر ووجبت العدۃ ۔(مسند الامام احمد بن حنبل)

۲۔جس طرح نکاح صحیح میں علاحدگی کی بنیاد پر عدت واجب ہوتی ہے، اسی طرح اگر نکاح کسی وجہ سے فاسد ہوگیا تب بھی عدت واجب ہوتی ہے، کیونکہ مرد وعورت کے درمیان جنسی تعلق کے نتیجہ میں رحم کے مشغول ہونے کا امکان پیدا ہوگیا ہے اور اس طرح اختلاط نسب سے بچانے کے لئے عدت ضروری ہے۔

فقہاء نے نکاح فاسد کی یہ مثال بیان کی ہے کہ جیسے عورت کو ایسے مرد کے کمرہ میں داخل کردیا گیا، جس سے اس کا نکاح نہیں ہوا تھا، اور اس مرد کو بتایا گیا کہ یہی اس کی منکوحہ ہے، حالانکہ بعد میں یہ حقیقت سامنے آئی کہ دونوں کا نکاح نہیں ہوا تھا بلکہ اشتباہ کی بنیاد پر یہ معاملہ وجود پذیر ہوا۔

۳۔شوہر کے انتقال سے عدت واجب ہوتی ہے، خواہ دونوں کے درمیان ابھی جنسی تعلق قائم ہوا ہو یا نہ، اور خواہ لڑکی ابھی چھوٹی ہو، البتہ اس صورت میں عدت واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ یہ نکاح صحیح ہوا ہو، یعنی نکاح فاسد کے بعد شوہر کا انتقال ہوجائے تو عدت واجب نہیں ہوگی۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: والذین یتوفون منکم ویذرون أزواجا یتربصن بأنفسهن اربعة اشهر وعشرا۔(سورہ بقرہ:۲۳٤)

عدت کی قسمیں

عدت کی تین قسمیں ہیں: ناپاکی کی مدت والی عدت، مہینہ والی عدت اور وضع حمل والی عدت، ان تینوں کی مختصر تفصیل اور شرائط ذکر جاتی ہیں:

مہینہ والی عدت:

ا۔قرآن کریم میں مطلقہ عورتوں کو تین مدت انتظار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور اس

کے لئے لفظ ''قرء'' استعمال ہوا ہے، جس کی جمع ''قروء'' ہے:

والمطلقات يتربصن بأنفسهن ثلاثة قروء(سوره بقره:۲۲۸)

اس لفظ ''قروء'' کے معنی کے میں اختلاف ہے، کہ کیا اس سے مراد طہر یعنی پاکی کی مدت ہے یا اس سے مراد حیض یعنی ناپاکی کی مدت ہے، بہت سے صحابہ، فقہائے مدینہ کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد طہر ہے، اسی رائے کو امام مالک اور امام شافعی نے اختیار کیا ہے جبکہ خلفاء راشدین، حضرت عبداللہ بن مسعود اور بہت سے صحابہ کی رائے ہے کہ قرء سے مراد حیض ہے، اسی کو امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل نے اختیار کیا ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ، ج۲۹، ص:۳۰۸)

۲۔ ناپاکی کی مدت کے ذریعہ عدت کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ دونوں کے درمیان نکاح صحیح ہوا ہو، اور یہ نکاح صحیح طلاق یا خلع یا کسی اور ذریعہ سے ختم ہوا ہو۔

۳۔ اس صورت میں بیوی سے جنسی تعلق یا خلوت صحیحہ ضروری ہے، لہذا جنسی تعلق یا خلوت نہ پائے جانے کی صورت میں یہ عدت واجب نہیں ہوگی، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يا ايها الذين آمنوا اذا نكحتم المومنات ثم طلقتموهن من قبل أن تمسوهن فما لكم عليهن من عدة تعتدونها۔(سوره احزاب:۴۹)

مہینہ والی عدت:

فقہاء کی رائے یہ ہے کہ مہینہ والی عدت دو صورتوں میں واجب ہوتی ہے:

اول: ایسی مطلقہ جسے کم سنی کی وجہ سے ناپاکی کی مدت ابھی شروع نہیں ہوئی ہے، یا عمر کی زیادتی کی وجہ سے ناپاکی کا سلسلہ موقوف ہو چکا ہے، ایسی عورتوں کی عدت تین ماہ ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

والئى يئسن من المحيض من نسائكم ان ارتبتم فعدتهن ثلاثة أشهر والئى لم يحضن وأولات الاحمال أجلهن أن يضعن حملهن(سوره طلاق:۴)

مہینہ کو ناپاکی کی مدت کا بدل قرار دیا گیا ہے، لہذا جن عورتوں کو ناپاکی کی مدت سے

عدت گزارنا تھا، انہیں ناپاکی کے مرحلہ میں نہ ہونے کی وجہ سے تین ماہ عدت گزارنی ہوگی۔

دوم: جب شوہر کا انتقال ہوجائے اور عورت حمل سے نہ ہو، خواہ وفات جنسی تعلق قائم کرنے سے پہلے ہوا ہو اس کے بعد، ایسی صورت میں عدت مہینوں کے اعتبار سے واجب ہے، یعنی چار ماہ دس دن، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

والذين يتوفون منكم ويذرون أزواجا يتربصن بأنفسهن أربعة أشهر وعشرا۔(سوره بقره:٢٣٤)

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لا يحل لامرأة تومن بالله واليوم الآخر أن تحد على ميت فوق ثلاث ليال الا على زوج أربعة أشهر وعشرا۔(صحيح بخارى،وصحيح مسلم)

وضع حمل والی عدت:

جس عورت کو طلاق دی گئی یا وطی بالشبہ کے نتیجہ میں اس سے تعلق قائم ہوا، اور وہ حمل سے ہے، تو اس کی عدت وضع حمل ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وأولات الاحمال أجلهن أن يضعن حملهن۔(سوره طلاق:٤)

ایسی عورت جس کے شوہر کا انتقال ہوگیا، اور وہ حمل سے ہے، اس کی عدت کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے، ایک رائے یہ ہے کہ ایسی عورت کی عدت وضع حمل ہے، یعنی جب بچہ کی پیدائش ہوگی، اس وقت تک عدت ہے، اور پیدائش کے ساتھ ہی اس کی عدت مکمل ہوجائے گی، خواہ یہ مدت طویل ہو، یا کم ہو، مثلاً شوہر کے انتقال کے کچھ دیر بعد بھی ولادت ہوگئی تو عدت مکمل ہوجائے گی۔

جمہور فقہاء کی یہی رائے ہے، جبکہ حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ، مشہور فقیہ ابن ابی لیلی اور امام سحنون کی رائے یہ ہے کہ ایسی عورت کی عدت وہ مدت ہوگی جو عدت وفات اور وضع حمل دونوں میں زیادہ لمبی ہو، اور ان دونوں مدتوں میں سے جو اخیر میں مکمل ہوگی اسی سے عدت پوری ہوگی۔(الموسوعۃ الفقہیۃ، ج۲۹، ص:۳۱۸)

عدت کی تبدیلی

کبھی عورت ایک متعین عدت گزار رہی ہوتی ہے، مگر ایسا ہوتا ہے کہ بعض حالات کی وجہ سے اس کی عدت دوسری عدت میں تبدیل ہوجاتی ہے، اس طرح تبدیلی عدت کی درج ذیل چار شکلیں معروف ہیں:

اول۔ عدت کا مہینہ سے ناپا کی کی مدت میں بدل جانا

ایک عورت ابھی کم سن ہے، اسے ناپا کی کی مدت شروع نہیں ہوئی ہے، اسی طرح عمر کی زیادتی کی وجہ سے کسی عورت کی ناپا کی کا سلسلہ موقوف ہو چکا ہے، انہوں نے مہینہ کے اعتبار سے عدت گزارنا شروع کردیا، مگر ایک عرصہ کے بعد ناپا کی کی مدت شروع ہوگئی، اس صورت میں مذکورہ عورت کی عدت ناپا کی کی عدت میں تبدیل ہوجائے گی، اور جو عرصہ گزر چکا ہے، وہ شمار نہیں ہوگا بلکہ از سرے نو ناپا کی کی مدت کے اعتبار سے تین ناپا کی کی مدت تک عدت گزارنی ہوگی، البتہ اگر کسی نے مہینے کے حساب سے اپنی عدت مکمل کر لی اس کے بعد ناپا کی کا سلسلہ شروع ہوا تو اب اس کی عدت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، کیونکہ عدت مکمل ہونے کے بعد یہ صورت حال پیش آئی ہے۔

دوم۔ ایک مطلقہ عورت نے ناپا کی کی مدت کے اعتبار سے عدت گزارنا شروع کیا، ابھی ایک یا دو مدت ہی گزری تھی کہ ناپا کی کا سلسلہ بند ہوگیا، ایسی صورت میں اس کی عدت مہینے والی عدت میں تبدیل ہوجائے گی، اور اس عورت کو اب مہینے کے اعتبار سے تین ماہ عدت گزارنی ہوگی۔

سوم۔ طلاق رجعی کے بعد شوہر کا انتقال ہوجائے

ایک عورت طلاق رجعی کی عدت گزار رہی تھی، کہ دوران عدت اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا، تو اس عورت کی عدت باتفاق فقہاء وفات کی عدت میں تبدیل ہوجائے گی، اور اس عورت کو چار ماہ دس دن والی عدت مکمل کرنی ہوگی۔

علامہ قدامہ نے اس پر فقہاء کا اتفاق نقل کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

أجمع كل من نحفظ عنه من اهل العلم على ذلك و ذلك لان الرجعية زوجة يلحقها طلاقه و ينالها ميراثه فاعتدت للوفاة كغير المطلقة۔ (المغنی، ج۹، ص:۱۰۸)

البتہ اگر طلاق بائن یا تین طلاق کی عدت کے دوران شوہر کا انتقال ہو جائے تو اس سے عورت کی عدت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، وہ پرانی عدت ہی مکمل کرے گی۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ، ج۲۹، ص:۳۲۵)

چہارم۔ عورت ناپاکی کی مدت والی عدت گزار رہی ہے، یا مہینے کے اعتبار سے عدت گزار رہی ہے، اور دوران عدت معلوم ہوا کہ وہ حمل سے ہے، ایسی صورت میں اس کی عدت وضع حمل میں تبدیل ہو جائے گی، جمہور فقہاء کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ، ج۲۹، ص:۳۲۶)

پنجم۔ مرض الموت میں شوہر نے اپنی بیوی کو اس مقصد سے طلاق دیا کہ وہ اس کی میراث میں حقدار نہ بنے، اور پھر اسی عدت کے دوران مذکورہ شوہر کا انتقال ہو جائے تو ایسی صورت میں عدت طلاق اور عدت وفات دونوں میں جس کی مدت زیادہ لمبی ہو، اس عدت کو مکمل کرنا لازم ہوگا، امام ابوحنیفہ، امام محمد اور امام احمد کی یہی رائے ہے، ایسی طلاق کو فقہاء طلاق فار سے تعبیر کرتے ہیں، جبکہ امام مالک اور امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ ایسی عورت طلاق کی عدت مکمل کرے گی۔ (الفقہ الاسلامی والادلتہ، ج۹، ص:۷۱۹۱)

عدت کا آغاز اور اختتام

عدت کب شروع ہوگی؟ عدت طلاق یا فسخ یا شوہر کی وفات کے بعد شروع ہو جاتی ہے، اگر کسی عورت کو معلوم نہیں ہے کہ اس کے شوہر نے طلاق کب دیا، یا شوہر کی وفات کب ہوئی، تو اس صورت میں عدت کی مدت مکمل ہونے سے عدت پوری ہو جائے

گی۔امام ابوحنیفہ کی یہی رائے ہے،جبکہ امام مالک کا موقف یہ ہے کہ جب طلاق کی خبر عورت کو ملے گی اس وقت عدت شروع ہوگی۔(الموسوعۃ الفقہیۃ، ج۲۹ص:۳۲۶)

یہ حکم اس وقت ہے جب نکاح صحیح کے بعد یہ صورت حال پیش آئی ہو،لیکن اگر نکاح فاسد ہوا ہے تو ایسی صورت میں جب قاضی دونوں کے درمیان علاحدگی کرائے گا اس وقت سے عدت کا شمار ہوگا۔

عدت کے اختتام کے لئے ضروری ہے کہ جو عدت عورت پر لازم ہے اس کے اعتبار سے مدت مکمل ہوجائے،اور وضع حمل کی صورت میں ولادت ہوجائے۔

علامہ کاسانی نے لکھا ہے کہ عدت کا اختتام دو طرح سے معلوم ہوگا،اول قول کے ذریعہ،یعنی عورت بتائے کہ اس کی عدت مکمل ہوگئی ہے،اور دوسرا عمل کے ذریعہ،مثلاً عورت شرع کے مطابق نئے مرد سے نکاح کرلے،اس سے بھی عدت کا ختم ہونا سمجھا جائے گا۔(بدائع الصنائع، ج۳،ص:۱۹۸)

کیا مرد پر عدت واجب ہوگی؟

نکاح کا رشتہ ختم ہونا مرد وعورت دونوں کے لئے اہم ہے،اس تناظر میں یہ سوال اہم ہے کہ جس طرح عورت مرد سے نکاح کا رشتہ ختم ہونے پر سوگ مناتی ہے،کیا اسی طرح مرد پر بھی عدت واجب ہوگی؟ فقہاء نے اس کی وضاحت کی ہے،تکلیف اور آزردگی ایک فطری بات ہے،بیوی کے رشتہ ختم ہونے کا غم یقیناً مرد کو بھی ہوگا،البتہ اصطلاحی مفہوم میں ایک خاص مدت تک انتظار جس طرح عورت پر ضروری ہے،وہ حکم مرد کے لئے نہیں ہے،رشتہ ختم ہونے کے فوراً بعد مرد اگر چاہے تو دوسرا نکاح کرسکتا ہے،بشرطیکہ کوشرعی مانع موجود نہ ہو۔علامہ شامی نے اس مسئلہ کو بیان کیا ہے۔(ردالمحتار)

غیر مسلم بیوی کے لئے عدت

شرعی احکام کا مکلّف صرف وہی افراد ہیں جنہوں نے شریعت کو قبول کیا ہے،یعنی جو

مسلمان ہیں، بیوی اہل کتاب یعنی یہودی یا عیسائی ہے تو ایسی عورت پر بھی عدت واجب ہوگی۔

امام ابوحنیفہ کے علاوہ امام صاحب کے دونوں شاگرد امام ابویوسف اور امام محمد اور دیگر ائمہ کے نزدیک بیوی اگر ذمیہ (یعنی کتابیہ) ہے تو اس پر عدت واجب ہوگی۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج ۹ ،ص: ۷۱۶۸)

کم سن بیوی کی عدت

نابالغ لڑکی کا نکاح ہوا، اور پھر اس کے شوہر کا انتقال ہوگیا، ایسی صورت میں مذکورہ لڑکی پر شوہر کے وفات والی عدت لازم ہوگی، اس مسئلہ میں بالغہ اور نابالغہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

نامرد کی بیوی کی عدت

جس عورت کا شوہر نامرد ہو، یعنی کسی وجہ سے جنسی تعلق پر قادر نہ ہو، یا اس کا عضو تناسل کٹا ہوا ایسے مرد کی بیوی پر طلاق کی صورت میں عدت طلاق اور شوہر کے وفات کی صورت میں عدت وفات لازم ہوگی، فقہائے احناف کی یہی رائے ہے، دیگر فقہاء کے نزدیک اس مسئلہ میں تفصیل ہے۔

عدت کے احکام

عدت گزارنے والی عورت سے درج ذیل احکام متعلق ہوتے ہیں:

۱۔ نکاح کا پیغام دینا

عورت طلاق کی عدت گزار رہی ہے یا شوہر کے وفات کی عدت گزار رہی ہے تو دوران عدت اس عوت کو صراحت کے ساتھ نکاح کا پیغام دینا ناجائز ہے، کیونکہ طلاق رجعی میں عورت ابھی شوہر کے نکاح میں ہی ہوتی ہے، طلاق بائن اور وفات کی صورت میں نکاح کے احکام ابھی باقی ہیں۔ البتہ وفات کی عدت میں اشارہ وکنایہ میں نکاح کی بات کہی جاسکتی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

ولا جناح عليكم فيما عرضتم به من خطبة النساء او اكننتم فى أنفسكم

علـم الله أنكم ستذكرونهن ولكن لا تواعدوهن سرا الا أن تقولوا قولا معروفا ـ(سوره بقره:۳۸)

۲۔عدت میں نکاح

عدت کی حالت میں نکاح کرنا جائزنہیں ہے،لہذا کسی اجنبی مرد کے لئے یہ جائزنہیں ہے کہ وہ کسی عدت والی عورت سے نکاح کرے۔

ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله ـ(سوره بقره:۳۸)

۳۔گھر سے باہر نکلنا

طلاق کے نتیجہ میں لازم ہونے والی عدت میں عورت کے لئے لازم ہے کہ وہ گھر میں رہے،اورگھر سے بلاضرورت باہر نہ نکلے،نہ دن میں اور نہ رات کے وقت، کیونہ ایسی عورت کے لئے عدت کی مدت کا نفقہ اس کے شوہر پرلازم ہوتا ہے،اللہ تعالی کے اس حکم کی وجہ سے:

لا تـخـرجـوهن من بيوتهن ولا يخرجن الا ياتين بفاحشة مبينة ـ(سوره طلاق:٦٥)

وفات والی عدت میں عورت دن کے اوقات میں باہر نکل سکتی ہے،کیونکہ نفقہ کا انتظام کرنا اسی کے ذمہ ہے،البتہ رات کے وقت میں بلاضرورت گھر سے باہر نہیں نکلے گی۔

کسی انسانی ضرورت کی وجہ سے گھر سے نکلنا ضروری ہومثلا مکان کے گرنے یا سامان ضائع ہونے کا خطرہ ہو،یا کرایہ کا مکان ہواور عدت وفات میں کرایہ ادا کرنے کی کوئی سبیل نہ ہو یا شوہر کا مکان ہو،لیکن ان کا حصہ رہنے کے لئے نا کافی ہو یا بیماری کی وجہ سے ڈاکٹر کے پاس جانا ہو،وغیرہ تو ایسی حالت میں گھر سے نکلنے کی اجازت ہوگی،علامہ کاسانی نے اس بارے میں تفصیلی گفتگو کی ہے،وہ لکھتے ہیں:

وأمـا فـی حـالة الضرورة فان اضطرت الى الخروج من بيتها بأن خافت سقوط منزلها أو خافت على متاعها أو كان المنزل بأجرة ولا تجد ماتوديه فی

اجرته فی عدة الوفاة...... وان كان المنزل لزوجها وقد مات عنها فها ان تسكن فی نصيبها ...... وان كان نصيبها لايكفيها او خافت علی متاعها منهم فلا بأس أن تنتقل وانما كان كذلك لان السكنی وجبت بطريق العبادة حقا لله تعالی عليها والعبادات تسقط بالاعذار...... واذا انتقلت لعذر يكون سكناها فی البيت الذی انتقلت اليه بمنزلة كونها فی المنزل الذی انتقلت منه فی حرمة الخروج عنه۔(بدائع الصنائع ،ج۳،ص:۲۰۵)

۴۔جمہورفقہاء کی رائے یہ ہے کہ عدت وفات میں عورت کے لئے سفرکرنا،یاحج کے لئے جانا،یااعتکاف کرنادرست نہیں ہے،کیونکہ ان صورتوں میں عدت فوت ہوجائے گی،مذکورہ چیز کی تلافی ممکن ہے اورحج کی قضاء ہے،جبکہ عدت کی تلافی ممکن نہیں ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ،ج۲۹،ص:۳۵۱)

۵۔معتدہ کی رہائش

عورت عدت کہاں گزارے گی؟اس بارے میں جمہورفقہاء کی رائے یہ ہے کہ طلاق،یافسخ یاموت کی صورت میں عورت عدت اس مکان میں ہی گزارے گی جہاں وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہتی تھی،اگر وہ طلاق یاوفات کی وقت کہیں اورتھیں تو وہ واپس اپنے گھر آئے گی اوروہیں عدت گزارے گی۔اللہ تعالی کاارشادہے:

واتقوا الله ربكم لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن الا أن يأتين بفاحشة مبينة۔(سورہ طلاق:۱)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے بیوت یعنی گھر کی نسبت عورتوں کی طرف فرمائی ہے،اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابیہ کے لئے لازم کیا کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں عدت گزارے،اورحضرت عثمانؓ نے یہی فیصلہ صحابہ کرام کی موجودگی میں فرمایا۔(الموسوعۃ الفقہیۃ،ج۲۹،ص:۳۴۷،المغنی،ج۹،ص:۱۷۰)

عدت وفات والی عورت کے بارے میں حضرت جابربن زید،حسن بصری،عطاء

اور تابعین کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ وہ جہاں چاہے عدت گزارے، اسے اس بات کا اختیار ہوگا۔(الموسوعۃ الفقہیۃ، ج۲۹،ص:۳۴۷)

۶۔معتدہ کا نفقہ

عدت کے دوران نفقہ کی تفصیلات اس طرح ہیں:

الف۔اگر طلاق رجعی کی عدت ہے تو عورت کو مکمل نفقہ اور سکنی یعنی رہائش ملے گی، یعنی شوہر پر یہ دونوں چیزیں لازم ہیں۔

ب۔اگر طلاق بائن کی عدت ہے تو خواہ عورت حمل سے ہو یا نہ ہو، بہر صورت فقہاء احناف کے نزدیک وہ عورت اپنے شوہر سے نفقہ ورہائش کی حقدار ہوگی۔

وان كن أولات حمل فأنفقوا عليهن حتى يضعن حملهن۔(سورہ طلاق:٦٥)

ج۔عدت وفات کی صورت میں اس کو شوہر سے نفقہ نہیں ملے گا، کیونکہ نکاح کا رشتہ ختم ہو چکا ہے، فقہائے احناف کی یہی رائے ہے، جبکہ امام مالکؒ کے نزدیک اگر اس عورت کے شوہر کے پاس اپنا مکان تھا، یا مکان کرایہ کا تھا مگر اس نے کرایہ ادا کر دیا تھا، تو ان صورتوں میں ایسی عورت کو شوہر کے مکان میں رہنے کا حق ہوگا۔

د۔اگر نکاح فاسد اور وطی بالشبہ کی بناء پر عدت لازم ہوئی ہے تو جمہور فقہاء کے نزدیک اس عورت کو نفقہ نہیں ملے گا۔

۷۔سوگ منانا

قریبی رشتہ داروں کے انتقال پر عورت کے لئے تین دن کا سوگ منانا جائز ہے، جبکہ شوہر کے انتقال کی صورت میں چار ماہ دس دن وہ سوگ منائے گی، حضرت ام حبیبہؓ سے منقول ہے کہ جب ان کے والد ابوسفیان کے انتقال کی خبر ملی تو انہوں نے تین دنوں تک انتظار کیا، اس کے بعد خوشبو منگوائی اور کہا:

والله مالي بالطيب من حاجة غير اني سمعت رسول الله ﷺ يقول

علی المنبر:لا یحل لامرة تومن بالله والیوم الآخر أن تحد علی میت فوق ثلاث لیال الا علی زوج أربعة أشھر وعشرا۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

سوگ منانے کا مطلب ہے زیب وزینت سے دوری اختیار کرنا،یعنی اس مدت میں جسمانی زیب وزینت اختیار کرنا اس کے لئے درست نہیں ہے۔

وفات کی عدت سوگ منانا ہے، کیونکہ شوہر جیسی نعمت اس سے چھن گئی ہے، اسی طرح طلاق بائن اور تین طلاق کی عدت میں سوگ منانا ہے، کیونکہ ان دونوں حالتوں میں شوہر سے علاحدگی پر افسوس کا اظہار مقصود ہے۔

فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طلاق رجعی میں سوگ منانا درست نہیں ہے، کیونکہ طلاق رجعی میں نکاح باقی ہوتا ہے،لہذا شوہر کے رہتے ہوئے زیب وزینت سے دوری اختیار کرنا درست نہیں ہے۔

۸۔معتدہ کے بچہ کا نسب

فقہاء احناف کے نزدیک طلاق رجعی کی عدت میں ہونے والے بچہ کا نسب اس کے شوہر سے ثابت ہوگا بشرطیکہ چھ ماہ اور اس کے بعد بچہ کی ولادت ہوئی ہو،اسی طرح طلاق بائن اور عدت وفات میں پیدا ہونے والے بچہ کا نسب بھی ثابت مانا جائے گا۔

اگر عورت نے عدت کے مکمل ہونے کا اعلان کردیا،اس کے بعد چھ ماہ کے اندر بچہ کی پیدائش ہوئی،تب بھی وہ بچہ ثابت النسب مانا جائے گا،اور یہ سمجھا جائے گا کہ عورت نے عدت کے ختم ہونے کے بارے میں جھوٹ کہا ہے۔

۹۔دوران عدت وارثت

طلاق رجعی کی عدت میں شوہر وبیوی میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو دوسرا اس کا وارث ہوگا،خواہ طلاق مرض کی حالت میں دی گئی ہو یا صحت کی حالت میں، کیونکہ نکاح کا رشتہ ابھی باقی ہے۔

طلاق بائن یا تین طلاق کا وقوع اگر صحت کی حالت میں ہوا ہے تو اس حالت میں

عدت کے دوران زوجین میں کسی کا انتقال ہوتو دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے، کیونکہ اس طلاق سے نکاح کا رشتہ ختم ہو چکا ہے، لیکن اگر مرض کی حالت میں شوہر نے بیوی کو طلاق دیا، اور بیوی شوہر کے اس فیصلے سے متفق نہ ہوتو جمہور علماء کے نزدیک ایسی عورت اپنے شوہر کا وارث مانی جائے گی، کیونکہ یہ طلاق فار کا معاملہ ہے، جبکہ حضرت امام شافعی کے نزدیک وہ شوہر کے مال میں وراثت کی حقدار نہیں ہوگی۔(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج۹،ص:۷۲۰۹)

۱۰۔عدت کے دوران شوہر کی حیثیت

طلاق بائن کی عدت میں شوہر کی حیثیت اجنبی کی ہوتی ہے، لہذا ایسے شوہر کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ بیوی کو دیکھے، اس کے ساتھ ایک کمرہ میں رہے، کیونکہ نکاح کا رشتہ مکمل ختم ہو چکا ہے، اب اگر آئندہ ساتھ رہنا ہوتو نئے مہر کے ساتھ نکاح کرنا ضروری ہے۔

البتہ طلاق رجعی کی عدت میں شوہر بیوی کے ساتھ رہ سکتا ہے، خلوت بھی ہوسکتی ہے۔

☆☆☆☆☆